رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۷

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ۵ و ۶ کو خراب رہی۔ پیچش کی پھر کسی قدر شکایت ہو گئی۔ مگر الحمد للہ کہ جلد آرام ہو گیا ٭

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں ٭

بوجہ امساک باراں غلہ گراں اور موسم گرم ہو رہا ہے۔

فاروق کا یہ پرچہ جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا۔ سہ ماہی رواں ابتدائے جولائی لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کے لئے وی پی ارسال ہو گا۔ مگر بوجہ عید الفطر وی پی نہیں کیا گیا۔ اور دوبارہ احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگلا پرچہ سہ ماہی رواں کے واسطے عذر کا وی پی کیا جائیگا۔ خریداران فاروق عید کے موقعہ پر فاروق کی عیدی بجالیں۔ اور وی پی جو فوراً وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔

ناظرین فاروق کو عید مبارک

اس وقت بوجہ گرانی کاغذ زیادہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اور فاروق کی اشاعت بڑھانے کی طرف بھی توجہ فرماویں ٭

رسالہ احمدی کے دوبارہ اجراء کی واسطے فاروق میں بارہا اعلان کیا گیا ہے۔ بعض احباب نے اس کی دوبارہ اجراء پر نہایت خوشی منائی ہے۔ اور حوصلہ افزا مراسلات ارسال فرمائے ہیں۔ مگر باایں ہمہ خاکسار نے جو لکھا تھا۔ کہ جب تک پانسو درخواستیں پوری نہ ہو جاویں۔ رسالہ جاری نہیں ہو سکتا۔ اب تک یک سو سے زیادہ درخواستیں نہیں آئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دوستوں کو اس کی اطلاع کم ملی ہے۔ اسی واسطے درخواستیں بھیجنے میں کمی کی ہے۔ حالانکہ صرف درخواستیں منگائی ہیں۔ کوئی قیمت پیشگی نہیں مانگی گئی۔ پھر نمعلوم کہ صرف درخواستیں بھیجنے میں کیوں دیر ہے۔ اب میں یہ آخری اعلان احمدی کے متعلق کرتا ہوں۔ کہ اگر اب بھی درخواستیں پانسو نہ پوری ہوئیں۔ تو پھر میں اس ارادہ کو منسوخ کر دوں گا۔ اور سمجھ لوں گا۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوم کو اس کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہ یہ رسالہ قوم کے لئے مفید ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ قوم اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ اس کی قیمت صرف دو روپیہ سال ہوگی۔ جو کم استطاعت احباب سے ایک ایک روپیہ کرکے ششماہی وار وصول کی جائے گی۔ اور رسالہ مہینہ میں ایکبار بلا تعین تاریخ نکلا کرے گا۔ بہلا رسالہ بشرطیکہ پانسو درخواستیں پوری ہو جاویں۔ تو اگست ۱۹۱۸ء میں شروع کر دوں گا۔ جو انشاء اللہ قابل دید ہو گا۔ اور بذریعہ وی پی ارسال ہو گا ؛

تبلیغ رسالت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نایاب اور پرانے اشتہارات جو ابتداء ۱۸۷۵ء سے لیکر مارچ ۱۸۹۱ء تک کے ہیں۔ جلد اول میں محفوظ کر دئے گئے ہیں۔ اور یہ جلد اول ۱۸ر مئی ۱۹۱۸ء کو شائع ہو گئی ہے۔ جن جن کی قیمت پیشگی آئی ہوئی تھی۔ ان سب کے نام ارسال ہو چکی ہے اور جدید خریداروں کو بھی جا رہی ہے۔ یہ ایک جواہرات کا خزانہ ہے۔ جس کا ہر ایک احمدی کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ایک روپیہ اصل لاگت کے قریب رکھی ہے۔ بوجہ گرانی کاغذ دوسری بار اس کا چھپوانا مشکل امر ہے۔ احمدی دوست بہت جلد اس دُرِ بے بہا کو منگا کر ملاحظہ فرماویں ؛

دوبارہ شکریہ احباب

تبلیغ رسالت کی اشاعت میں سب سے اوّل اور سب سے بڑھکر سلسلہ کے مالک انتہار مکرمی سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی نے حصہ لیا۔ اور آپ نے ۲۵ جلدیں ہر ایک حصہ کی خرید فرمائیں کل دس حصے اس کتاب کے ہونگے۔ اور ہر ایک حصہ ۱۶۰ صفحہ کا ہو گا۔ جس کی قیمت صرف ایک روپیہ فی حصہ اور کل کتاب کی دس جلدوں کی دس روپیہ ہے۔ اس حساب سے آپ نے ۲۵۰ روپے کی جلدیں خرید فرمائیں اور علاوہ ازیں ایک بیش قیمت عطیہ اس کی امداد میں دیا۔ جسکے اظہار کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالےٰ اس پُرجوش اور مخلص بزرگ کو اس سے زیادہ شوق اور توفیق دین کی خدمت کی عطا فرمائے۔ آمین

سیٹھ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ تبلیغ سلسلہ کے کام میں لگے رہتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ انگریزی اور گجراتی اور اردو میں کتابیں خود چھپکرا علےٰ کاغذ پر طبع کرا کر مجلد کرکے اپنی قوم اور علاقہ میں اور نیز غیر احمدیوں میں تقسیم فرماتے رہتے ہیں۔ آپکو یہ جوش ہے کہ تمام دنیا ایک دم احمدی ہو جائے۔ اور حضرت احمد علیہ السلام کو قبول کرکے خدا کے سلسلہ میں شامل ہو جائے۔ ابھی آپ نے ایک ٹریکٹ انعامی تبلیغ دس ہزار روپیہ کا تصنیف فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں تقسیم کیا ہے۔ جس کا اقتباس آئندہ انشاء اللہ ہم کسی پرچہ میں دینگے۔ غرضیکہ دامے۔ قدمے۔ قلمے آپ ہمہ تن تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں احباب ان کی صحت اور ترقی دینی و دنیاوی کے واسطے بہت دعائیں کریں۔ اسی طرح اخویم سیٹھ حسن صاحب بیڑی مرچنٹ نے تبلیغ رسالت کے ہر حصے کی ۲۵-۲۵ جلدیں خرید فرمائی ہیں۔ اور قیمت پیشگی عطا فرمادی ہے۔ آپ نے بھی ۲۵۰ کی جلدیں خرید فرمائی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح مخدومی مولوی محمد ابو الحمید صاحب حیدر آبادی نے ہر ایک حصہ کی ڈبل قیمت عطا فرمائی ہے۔ اور آپ ہمیشہ سلسلہ کے خادموں اور کاموں کی امداد میں بیش از پیش حصہ لیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ترقی دارین عطا فرمائے۔ ایسا ہی مکرمی ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب نے اسسٹنٹ سرجن افریقہ نے پچاس روپیہ امداد تبلیغ رسالت میں عطا فرمائے۔ خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین ؛

ایک دوست

نے جو اپنے نام کا اظہار نہیں چاہتے پچاس روپیہ اسلئے عطا فرمائے ہیں کہ سو جلدیں تبلیغ رسالت جلد اول کی غیر احمدیوں کو نصف قیمت میں دی جائیں۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں سے وہ لوگ خوب واقف ہو جائیں۔ اسکے متعلق پہلے گذشتہ اشاعت میں تحریک کی تھی کہ صاحب وسعت احمدی احباب نصف قیمت پر تبلیغ رسالت جلد اول خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ غیر احمدی تو ایک پیسہ پر خرید کر بھی ہماری کتابوں کو نہیں پڑھتے۔ اسلئے ثواب تبلیغ حاصل کرنے کے لئے احمدی دوست ہی ہمت کرکے سو جلدیں خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ اس ماہ مبارک میں پچاس روپیہ عطا فرمانے والے دوست نے ڈبل ثواب حاصل کیا ہے۔ امید ہے کہ دوسرے دوست بھی اسپر توجہ کرینگے ؛

دو اشتہار

شملہ کی جماعت نے دو اشتہار مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق مفید شائع کئے ہیں۔ ایک تو مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے "ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار" اور دوسرا اشتہار منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے شائع کیا ہے۔ جس کی سرخی ہے "آخری فیصلہ یا دعا مباہلہ اور ثنائی فرار" یہ دونوں اشتہار دیگر احباب بھی جہاں امرتسری معاند کا اثر ہے رنگا رنگ تقسیم کریں تو مفید ہونگے۔ مولوی عمر الدین صاحب والا اشتہار بحساب عہ روپیہ فیصدی اور منشی برکت علی صاحب والا اشتہار بحساب عہ سینکڑہ قیمت بھیجکر یا بذریعہ ویلیو پی ایبل ہر دو صاحبان سے طلب فرمادیں۔

پتہ ہر دو صاحبان کا یہ ہے :-

مولوی عمر الدین صاحب دفتر انڈین میڈیکل سروس ڈیپارٹمنٹ شملہ

منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ

نوٹ کر لو

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام تصانیف معہ دیگر احمدیوں کی تصنیفات کے فاروق بک ایجنسی قادیان سے بذریعہ قیمت طلب پارسل مل سکتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۱۱ر جولائی ۱۹۱۸ء

کیا مسیح موعود علیہ السلام نے گدی کی بنیاد رکھی؟

اللہ تعالےٰ کے بندے ہمیشہ خدا تعالےٰ کے امر کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے کسی طرف بھی کبھی قدم نہیں اٹھاتے۔ جب تک حضرت احدیت کی طرف سے انہیں کسی کام کے لئے مامور نہیں کیا جاتا۔ وہ کبھی بھی اس میں دخل نہیں دیتے۔ وہ خود سلیم طبع رکھتے ہیں۔ اور خدا کی رضاؤں پر چلنا سب امور پر مقدم کر لیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہیں رہتے تھے۔ کبھی کسی کو کچھ نہیں کہتے تھے۔ بت پرستی سے آپ کو بچپن سے تنفر تھا۔ اور کسی تاریخ سے اس بات کا ثبوت ہرگز نہیں ملتا۔ کہ آپ نے کبھی بھی بت پرستی کا ارتکاب کیا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس سے محفوظ اور مصئون رکھا۔ مگر جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو حکم نازل نہیں ہوا۔ کہ ان کفار کو بت پرستی سے روک دو۔ آپ نے کسی کو اس سے منع نہیں فرمایا۔ پھر جب خدا کا حکم آپ کے نام آ پہونچا۔ تو پھر آپ نے اس کے پہنچانے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی۔ اور تمام اپنے بیگانے آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ مگر حکم خداوندی کے پہنچانے میں ان سے نہیں ڈرتے۔ الذین یبلغون رسالات ربہ ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ وکفیٰ باللہ حسیبا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں۔ اور اسی سے ڈرتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اور اللہ کافی حساب لینے والا ہے

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسلمانوں کے عام عقائد پر قائم رہے۔ اور آپ نے کبھی بھی سر مو ان کے عقائد سے اختلاف نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ آپ حیات مسیح کے عقیدے کو بھی مانتے رہے۔ اور براہین احمدیہ میں آپ نے اس کو لکھ بھی دیا۔ حالانکہ مسیح موعود کے متعلق الہامات آپ پر نازل ہو رہے تھے۔ آخر جب آپ کو بڑے زور سے اللہ تعالےٰ نے یہ بات سمجھا نہ دی۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ اور آنیوالا مسیح موعود اس امت میں سے آئے گا۔ اور وہ آپ ہی ہیں۔ تو اس متواتر وحی الٰہی کے بعد آپ نے قرآن و حدیث کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ تو قرآن و حدیث کو بھی وحی الٰہی کا مصدق پایا۔ حضور نے سر سید کی طرح عقلی بنا پر وفات کا مسئلہ نہیں مانا۔ بلکہ خود اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ مسئلہ سمجھایا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام کی جماعت قائم ہو گئی۔ اور سر سید کی کوئی جماعت قائم نہیں ہوئی۔ اگرچہ نیچری کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور نے پیر پرستی کی بنیاد ڈالی۔ مگر یاد رہے کہ حضور کی طبیعت میں پیر پرستی بالکل نہ تھی۔ بلکہ اسکے سخت مخالف تھے۔ آپ خدا پرست تھے۔ چنانچہ آپ کا کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا صاف اسبات کی شہادت ہے۔ آپ کو خود اللہ تعالےٰ نے بذریعہ الہام حکم دیا کہ آپ لوگوں سے بیعت لیں۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ آپ نے بیعت کی بنیاد الہام الٰہی پر رکھی ہے۔ یہ وہی الہام ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا۔ اور اس میں یہ اشارہ مضمر تھا کہ یہ پیر پرستوں کی بیعت نہیں ہے بلکہ عین منہاج نبوت پر بیعت کی گئی ہے۔

پھر حضور علیہ السلام نے الوصیت لکھ کر تاکید اکید فرمادی کہ میرے نام پر میرا جانشین جسکو کم از کم چالیس مومنین انتخاب کر لینگے۔ بیعت لے۔ کیا یہ پیر پرستی کی بنیاد ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہار فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ دنیا کی سعید روحوں کو توحید کی طرف کھینچے۔ اس میں صاف اشارہ فرمادیا۔ کہ کوئی ہمارے سلسلہ پیری مریدی کو پیر پرستی سے مشابہت نہ دے۔ کیونکہ سعید روحیں آفاق دنیا سے توحید کی طرف کھینچی آئیں گی۔ اور میرے سلسلہ میں منسلک ہونگی۔ وہ لوگ اس خدا سے ڈر جائیں جو کہ دلوں کے اسرار سے خوب واقف ہے۔ اور یہ بات کہنے سے نہیں رکتے۔ کہ قادیان اب صرف گدی رہ گئی ہے۔ اگر یہ گدی بن گئی ہے۔ تو اس کی بنیاد خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس قادیان کو اپنے سلسلہ کا مرکز بنایا ہے۔ اور فرمایا کہ ہمارے مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اور قدرت ثانیہ کا وعدہ دیا۔ جو کہ آپ کی وفات کے ساتھ شروع ہونے والی تھی۔ یہ بات صاف الوصیت میں لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ کی وفات مبارک کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے تمام ممبروں نے بالاتفاق اپنے ہاتھ باندھ کر حضرت سیدی مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ کہ حضور علیہ السلام کے جانشین بنیں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت کرینگے۔ اور تمام جماعت احمدیہ آپ کے ہاتھ پر احمد کے نام سے بیعت کریگی۔ کیا یہ گدی تھی۔ اگر تھی۔ تو پھر کس نے اس کی بنیاد ڈالی۔ خود اللہ تعالےٰ نے قدرت ثانیہ کا وعدہ دے کر خلافت راشدہ کو قائم کر دیا۔ اور ایک صدیق کھڑا کیا۔ جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر دیا تھا۔ اگر یہ گدی ہے۔ تو اس گدی سے مشابہ ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم کی۔ اور یہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے قائم کی۔ جو اس کو گدی کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ وہ خدا کا خوف بالائے طاق رکھ کر کہتا ہے۔ اگر اس کا اللہ پر ایمان ہے جس نے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کو بھیجا۔ اور اس کے لئے سینکڑوں نشانوں میں ارسال خلفا کی پیشگوئی کی چنانچہ وہاں حضرت صاحب نے دو طریق انزال رحمت کے بیان فرمائے ہیں۔ ایک صبر کا جو کہ بشیر اول کی وفات سے پورا ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرا طریق انزال رحمت کا کہ اللہ تعالیٰ محمود کو فضل عمر کے نام سے خلیفہ بنائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے بہتوں کو شفا بخشیگا۔ اور بہت سی روحیں روحانی بیماریوں سے نجات پا جائینگی۔ اب وہ لوگ ذرا سوچ کر اس وادی میں قدم رکھیں۔ کیونکہ خلیفہ منصوص و موعود کا انکار بہت دور تک پہنچتا ہے۔ ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین۔ ان کو نہیں چاہیئے تھا کہ اس میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ڈرتے۔ جبکہ آپنے صاف لکھدیا ہے کہ وہ پسر موعود مارچ ۱۸۸۶ء سے لیکر ۹ برس کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود۔ فضل عمر ہوگا۔ تو کیا اب یہ طریق تقوے نہ تھا۔ کہ وہ سوچتے کہ اس نو برس کے عرصہ میں کون کون پیدا ہوا۔ اور کس کا نام محمود رکھا گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہیں تک بس نہیں کی۔ بلکہ حقیقۃ الوحی میں لکھا کہ اسوقت سترھویں برس میں ہے اور میرا جانشین میری ہی نسل میں سے ہوگا۔ اب یہ بڑی دلیری اور جرأت ہے۔ کہ اتنے بیانات ہوتے اس جانشین موعود کی بعینہٖ کو پیر پرستی قرار دیا جائے

ابراہیم سیالکوٹی کے اعتراضات

دربارۂ وفات مسیح پر ایک نظر

(از قلم جناب صادق حسین صاحب اٹاوی)

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مشہور و معروف مگر ناکام مخالف سلسلہ احمدیہ نے دوسری دلیل حیات مسیح پر آیت کریمہ وکنت علیہم شھیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئ شھید پیش کی ہے۔ اور اس آیت سے حیات مسیح ثابت کرنے کے لئے اونہوں نے ناخنوں تک زور لگا کر صفحہ ۵ سے ۱۲ تک عبارت آرائی کی ہے چونکہ مولوی صاحب کی پوری عبارت نقل کر کے جواب دینے سے ریویو کی ضخامت بڑھ جائے گی۔ اور طوالت موجب ملالت ہو جائیگی۔ اس لئے مولوی صاحب کی عبارت کا خلاصہ معہ تنقید بطرز قولہ اقول ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ ناظرین کتاب مردود کو سامنے رکھ کر اس کو بغور ملاحظہ فرماویں ؎

قولہ - توفی کے حقیقی اور وضعی معنی موت نہیں بلکہ اسکے معنے اخذ الشی واقیا۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا قبض کر لینا اور لے لینا ہیں۔ ..... پورا پورا لے لینے کی کئی کیفیتیں اور نوعیں ہیں۔ اس لئے توفی کو ایک نوع میں معین کرنے کے لئے قرینہ کا ہونا ضروری ہے۔

اقول - ہمنے بحث کے لئے توفی کا مادہ وفا مانحن اور اس لفظ کے معنی پورا پورا لینا فرض کر کے پہلی آیت کے متعلق سیر کن بحث لکھدی ہے۔ اور اس بحث میں قطعی اور یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ لفظ توفی باب تفعل کا مفعول جب کوئی انسان زید۔ بکر ہو۔ اور اللہ تعالےٰ اس کا فاعل ہو۔ تو اس لفظ کے معنے قبض روح یا موت کے سوائے اور کچھ نہیں آتے۔ اور قرآن و حدیث و کتب لغت و محاورات عرب میں ہمارے بیان کردہ معنوں کے سوا کوئی اور معنی اس لفظ کے کہیں نہیں پائے پس جب تک مولوی صاحب ہمارے اون دلائل کو توڑ کر نہ دکھلائیں۔ اس وقت تک ان کا یہ دعویٰ کہ توفی کے معنی قبض روح مع الجسم کے ہیں۔ ہرگز قابل سماعت نہیں۔ لہٰذا مولوی صاحب نے ایک وہمی و خیالی بنیاد پر اس دوسری آیت کے متعلق جو ہوائی قلعہ تیار کیا ہے۔ وہ ہمارے اس مختصر گولے سے ہی منہدم ہو جاتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے گپ زنی میں چونکہ بہت کچھ محنت برداشت کی ہے۔ اس لئے ہم اس موقعہ پر بھی ان کی کچھ خدمت کر دینا مناسب سمجھتے ہیں تلاں جی ذرا کان لگا کر سنیں۔ مخدومی مکرمی حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب مدظلہ العالی تفسیر القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۸۹ میں بضمن تشریح الفاظ آیت کریمہ فلما توفیتنی ایک نکتہ جلیلہ کی طرف حسب ذیل توجہ دلاتے ہیں :-

توفیت - توفی سے ہے۔ اور توفی یقیناً اور قطعاً وفات سے ہے نہ وقار سے۔ اور وفات باجماع اہل لغت و اتفاق کتب لغت بمعنی موت ہے۔ صحاح جوہری وغیرہ کتب لغت میں یہی لکھا ہے۔ کہ الوفاۃ الموۃ۔ اور اسی طرح ان میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ توفاہ اللہ قبض روحہ یہاں پر دو باتیں ضرور یاد رکھنی چاہیئے۔ ایک یہ کہ مخالف دھوکہ دے کر کہا کرتے ہیں کہ توفی کا مادہ وقا ہے۔ اور یہ بالکل غلط ہے۔ وفاء بے شک ایک مادہ ہے لیکن اس مادہ سے کسی لغت کی کتاب میں باب تفعل کا آنا ہرگز نہیں لکھا۔ جس سے توفی ہے۔ بلکہ انہوں نے توفی کو مادہ وفات سے لکھا ہے۔ جسکے معنے بجز موت کے اور آتے ہی نہیں۔ دوم یہ کہ اہل لغت نے بالتصریح اور بالاتفاق کہدیا ہوا ہے۔ کہ توفاہ اللہ کے معنے قبض روحہ کے ہیں۔ اور ان معنوں کے سوا اور نہ انہوں نے اسکے لکھے ہیں۔ اور نہ کسی عبارت میں آئے ہیں۔ پس دوسرے الفاظ پر جو کہ وفا سے مشتق ہیں۔ اس کو قیاس کرنا محض جہالت اور غلط ہے۔ کیوں ؎ توفاہ اللہ کے بھرنے اور پورا لینے وغیرہ کے معنے کسی کتاب لغت سے پیش نہیں کرتے۔ اور بجائے نقل کے قیاس کو دخل دیتے ہیں "

ناظرین! اس فاضلانہ اور محققانہ تشریح کو پڑھکر آپ ضرور مولوی ابراہیم صاحب کی حالت زار پر افسوس کئے بغیر نہ رہینگے۔ کیونکہ مولوی صاحب جس موت کے ڈر سے ادھر ادھر جان چھپاتے پھرتے تھے وہی موت صورت بدلکر آپ ان کے سامنے آموجود ہوئی۔ ہماری رائے میں مولوی صاحب موت کے پنجہ سے بچنے کے لئے گو لاکھ کوشش کریں۔ مگر وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑنے کی۔ سچ ہے۔ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ

قولہ - آیات رافعک الیّ اور بل رفعہ اللہ قطعی طور پر عیسےٰ علیہ السلام کے رفع جسمی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور نیز یہ کہ رفع الی اللہ اور رفع الی السماء کے ایک ہی معنی ہیں۔ جیسا کہ آیت الیہ یصعد الکلم

الطیب والعمل الصالح یرفعہ سے ثابت ہے۔ الی قولہ۔ کیونکہ اسی وعدہ انی متوفیک ورافعک الی کے تحقق وقوع کی حکایت ہے ؛

اقول ۔ آیات کریمہ۔ رافعک الی اور بل رفعہ اللہ کو حضرت مسیح کے آسمان پر بجسم خاکی اٹھائے جانے کے لئے دلیل ٹھہرانا مولوی صاحب کی خام خیالی ہے۔ رافعک الی پر ہم پہلی دلیل کی تنقید میں بحث کر کے روز روشن کی طرح دکھلا چکے ہیں کہ اس سے مراد وہ رفع ہے جو مومنین کو وفات کے بعد نصیب ہوا کرتا ہے۔ اور جس کا ذکر صراحت کے ساتھ احادیث صحیحہ میں موجود ہے چنانچہ بعض احادیث نقل بھی کر دی گئی ہیں۔ پس قرآنی تعلیم اور احادیث نبی رؤف ورحیم کے خلاف کوئی مولوی ملا محض اپنی قوت واہمہ سے ایک بات ایجاد کر کے اوسے اسلامی عقائد کی فہرست میں داخل کرنے کی جرأت کرے۔ تو اس کا یہ ناشائستہ فعل صریح ادعائے نبوت خالص توہم پرستی اور نری حماقت ہے۔ آیت کریمہ بل رفعہ اللہ الیہ میں جس ایفائے وعدہ کا ذکر ہے۔ وہ وعدہ انی متوفیک ورافعک الی میں درج ہے۔ پس ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے جو صادق الوعد ہے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح کو پہلے وفات دی پھر ان کا اپنے حضور میں رفع کر لیا۔ اور اس طرح انکے من المقربین ہونے پر مہر لگا دی ؛

خدا جانے مولوی صاحب کی عقل عجیب کسقدر بلاوت سے فیضیاب ہو چکی ہے۔ کہ اس کے نزدیک رفع الی السماء اور رفع الی اللہ ایک ہی بات ہے۔ خدا نخواستہ اگر یہ بات صحیح ہو۔ تو پھر مولوی صاحب کے آسمان پرست ہونے میں کیا شک ہے۔ اور چونکہ آسمان سات ہیں۔ اس لئے مولوی صاحب کے مذہب میں سات خداؤں کا ہونا ہی یقینی امر ہے۔ مگر ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ شاید مولوی صاحب سمجھا سکیں۔ کہ بخاری کی حدیث کے مطابق حضرت مسیح دوسرے آسمان پر تشریف رکھتے ہیں۔ اور بقول مولوی صاحب اللہ اور آسمان ایک ہی بات ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ حضرت مسیح اللہ پر چڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ جو چھٹویں آسمان پر ہیں۔ تو کیا وہ حضرت مسیح کے خدا سے چار درجہ بڑھ چڑھ کر ہیں ؛

اے علیم وحکیم خدا قادر مطلق خداوند خدا! تو اُمت محمدیہ پر رحم فرما۔ اور اوسے ایسے کج فہم وبعید الطبع ملانوں کے زہریلے اثر سے محفوظ رکھ۔ آمین۔ آمین آمین۔

قولہ ۔ کلمہ فلما توفیتنی سوال الٰہی ء انت قلت للناس کے جواب میں واقع ہے۔ پس اسجگہ توفی سے مراد موت نہیں لے سکتے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کو اہل کشمیر نے خدا اور خدا کا بیٹا قرار نہیں دیا۔ بلکہ اہل شام اور اس کے قرب وجوار کے لوگوں نے۔ پس بموجب قول مرزا صاحب اہل شام جنہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کے سوائے معبود جانا) کی خبر حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے آپکی وفات سے ستاسی سال پیشتر منقطع ہو چکی تھی۔ اور اس عرصہ ستاسی سال کی حیات عدیمہ مرزا صاحب میں آپ علیہ السلام کو اہل شام کے عقائد باطلہ کی کوئی خبر نہیں کہ پیچھے انہوں نے کیا بنا لیا۔ پس سوال انت قلت للناس کے جواب میں عذر موت صحیح نہیں۔ بلکہ ہجرت کشمیر کا عذر کرنا چاہیئے۔ الی قولہ۔ آیت کے یہ معنی ہونگے۔ کہ اے الٰہی جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا تو اس عرصہ مزعومیت میں مجھے ان کے عقائد کی کچھ خبر نہیں تھی۔ جملہ تفاسیر معتبرہ میں اس مقام پر توفیتنی سے مراد رفعتنی لکھا ہے ؛

اقول ۔ مولوی صاحب اور ان کے ہم خیال حضرات کے عذر ستاسی سالہ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۲۵-۲۲۶ میں نہایت لطیف اور تسلی بخش جواب دیدیا ہے۔ ہم افادہ للناظرین اوسے یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

"بعض نادان اسجگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جس حالت میں قرآن شریف کی یہ آیت وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم اور آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم صاف طور پر بتلا رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالےٰ کے حضور میں یہ عذر پیش کرینگے۔ کہ میری وفات کے بعد لوگ بگڑے ہیں۔ نہ میری زندگی میں تو اسپر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر یہ عقیدہ صحیح ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ صلیب سے بچکر کشمیر کی طرف چلے گئے تھے۔ اور کشمیر میں ۱۲۰ برس عمر بسر کی تھی۔ تو پھر یہ کہنا کہ میری وفات کے بعد لوگ بگڑ گئے صحیح نہیں ہو گا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میرے کشمیر کے سفر کے بعد بگڑے ہیں۔ کیونکہ وفات تو صلیب کے واقعہ سے ستاسی برس بعد ہوئی ؛

پس یاد رہے کہ ایسا وسوسہ صرف قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ کشمیر کا سفر اس فقرہ کی ضد نہیں۔ کیونکہ مادمت فیہم کے یہ معنی ہیں۔ کہ جب تک میں اپنی اُمت میں تھا۔ جو میرے پر ایمان لائے تھے یہ معنی نہیں کہ جب تک میں ان کی زمین میں تھا۔ کیونکہ ہم قبول کرتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ زمین شام میں سے ہجرت کر کے کشمیر کی طرف چلے گئے تھے۔ مگر ہم یہ قبول نہیں کرتے کہ حضرت عیسےٰ کی والدہ اور آپ کے حواری بھی وہیں رہ گئے تھے۔ بلکہ تاریخ کی رو سے ثابت ہے۔ کہ حواری بھی کچھ تو حضرت عیسےٰ کے ساتھ اور کچھ بعد میں آپ کو آملے تھے۔ جیسا کہ دھوما حواری حضرت عیسیٰ کے ساتھ آیا تھا۔ باقی حواری بعد میں آگئے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی رفاقت کے لئے صرف ایک ہی شخص اختیار کیا تھا یعنے دھوما کو جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے وقت صرف حضرت ابوبکر کو اختیار کیا تھا کیونکہ سلطنت روم حضرت عیسےٰ کو باغی قرار دے چکی تھی۔ اور اسی جرم سے پیلاطوس بھی قیصر کے حکم سے قتل کیا گیا تھا کیونکہ وہ در پردہ حضرت عیسیٰ کا حامی تھا۔ اور اس کی عورت بھی حضرت عیسیٰ کی مرید تھی۔ پس ضرور تھا کہ حضرت عیسےٰ اس ملک سے پوشیدہ طور پر نکلتے۔ کوئی قافلہ ساتھ نہ لیتے۔ اس لئے انہوں نے اس سفر میں صرف دھوما حواری کو ساتھ لیا جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے سفر میں حضرت ابوبکر کو ساتھ لیا تھا۔ اور جیسا کہ ہمارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے باقی اصحاب مختلف راہوں سے مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے تھے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری مختلف راہوں سے مختلف وقتوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں جا پہنچے تھے۔ اور جب تک حضرت عیسیٰ ان میں رہے۔ جیسا کہ آیت مادمت فیہم کا منشا ہی وہ سب لوگ توحید پر قائم رہے۔ بعد وفات حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ان لوگوں کی اولاد بگڑ گئی۔ یہ معلوم نہیں۔ کہ کس پشت میں یہ خرابی پیدا ہوئی۔ مورخ لکھتے ہیں۔ کہ تیسری صدی تک دین عیسائی اپنی اصلیت پر تھا۔ بہرحال معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ کی وفات کے بعد وہ تمام لوگ پھر اپنے وطن کی طرف چلے آئے کیونکہ ایسا اتفاق ہو گیا۔ کہ قیصر روم عیسائی ہو گیا۔ پھر بے وطنی میں رہنا لاحاصل تھا۔"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر مندرجہ بالا کے پڑھ لینے کے بعد مولوی ابراہیم وغیرہ کی عذر ساسی سالہ کی لغویت محتاج مزید بحث و تصریح نہیں رہتی۔ کیونکہ عقل سلیم اسبات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتی۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے باوجودیکہ آپ قریب ایک صدی کے کشمیر میں مقیم رہے۔ اپنی امت موجودہ شام و نیز حالات وطن کا اس عرصہ میں کبھی کچھ تجسس نہ کیا ہو۔ یہ مانا کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں کشمیر سے ملک شام تک کا سفر ضرور ایک پُر صعوبت سفر تھا لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اوس زمانہ میں بھی سفر کا سلسلہ برابر جاری تھا ؛

چنانچہ انسکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ تھوما حواری ہندوستان میں آیا تھا۔ اور میلاپور میں شہید ہوا تھا۔ اور یہ بھی اسی میں لکھا ہے۔ کہ یسوع کا ایک بھائی بھی اس کے ساتھ تھا اور تواریخ کلیسیا کے صفحہ ۶۱ میں لکھا ہے کہ اندریاس نے انجیل کا وعظ ستھیا میں کہا۔ اور متھوما اور برتھولما نے پارتھیہ اور ہندوستان میں ساحل مالابار تک۔ (تفصیلی حالات کے لئے ہمارا رسالہ کشف الاسرار مطبوعہ بدر پریس قادیان سے منگا کر دیکھا جائے۔ غرض مولوی صاحب کا یہ خیال کہ حضرت مسیح علیہ السلام اگر ستاسی سال تک کشمیر میں رہے۔ تو لازمی ہے۔ کہ وہ اس زمانہ میں حواریوں کے حالات سے ناواقف ہوں۔ سراسر بے بنیاد ہے

علاوہ بریں مولوی صاحب کے اس خیال کی تردید آیہ کریمہ ء انت قلت للناس اور نیز اس مرفوع حدیث سے ہوتی ہے۔ جو خود مولوی صاحب نے شہادۃ القرآن حصہ دوم کے صفحہ ۱۱ میں پیش کی ہے۔ اور وہ یہ ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ دعی بالانبیاء وامھم ثم یدعی بعیسی بن مریم فتذکرہ اللہ نعمتہ علیہ فیقر بھا فیقول یعیسے ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلے والدتک الایہ ثم یقول ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ فینکسان یکون قال ذالک الحدیث

ابن کثیر)

جب قیامت کا دن ہوگا۔ کل نبیوں اور ان کی امتوں کو بلایا جائے گا۔ پھر خاص طور پر عیسےٰ علیہ السلام کو پکارا جائے گا۔ پس اللہ تعالےٰ وہ نعمتیں جو اس نے ان پر کی ہیں۔ ان کو یاد کرائے گا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام ان سب کا اقرار کرینگے۔ اللہ تعالےٰ کہیگا۔ اے عیسیٰ بن مریم میری وہ نعمتیں یاد کرو۔ جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کیں۔ پھر اللہ تعالےٰ فرمائیگا۔ کہ کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا کے سوائے دو معبود مان لو۔ پس عیسےٰ اسبات سے انکار کرینگے ؛

اب اس حدیث اور آیت محولہ حدیث پر ایک غائر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ تمام مشرکین افراد امت عیسوی پر بالواسطہ اور بلاواسطہ اتمام حجت کے لئے حضرت مسیح سے یہ سوال کریگا اس میں مشرکین امت عیسویہ میں سے خاص افراد کا ذکر نہیں۔ پس یہ خیال کہ حضرت مسیح کا جواب کسی خاص مقام یا کسی خاص زمانہ کے عیسائی مشرکین کے ساتھ مخصوص ہے۔ ہرگز نہیں۔

جب آیت و حدیث مندرجہ بالا سے یہ بات بپایہ ثبوت کو پہونچ گئی۔ کہ حضرت مسیح کا جواب کسی خاص مقام یا خاص زمانہ کے مشرکین مسیحی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ امت عیسوی کے تمام افراد مشرکین کو شامل ہے۔ تو پھر حضرت مسیح اپنے جواب میں ہجرت کشمیر کا عذر کیونکر پیش کر سکتے تھے۔ اسی لئے حضرت مسیح نے سوال الٰہی کے جواب میں ویسا ہی رنگ اختیار کیا۔ جیسا سوال میں پایا جاتا تھا۔ یعنے آپ نے عام سوال کے مطابق یہ عام جواب دیا۔ کہ اے خدا تعالےٰ میں نے اپنی امت کو بالواسطہ اور بلاواسطہ توحید کی تعلیم دی تھی۔ اور جب تک میں اپنی امت میں رہا۔ میں ان کا نگران رہا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی۔ تو پھر تو ان کا نگہبان تھا۔ مجھے خبر نہیں۔ حضرت مسیح کے اس جواب سے ظاہر ہے۔ کہ آپ تثلیث کا دنیا میں پھیلنا اپنی وفات کے بعد بتاتے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے۔ کہ دنیا میں تثلیث کو پھیلے ہوئے ڈیڑھ ہزار برس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذرا۔ پس ایک عقلمند کے لئے یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وفات پائے ہوئے بھی ڈیڑھ ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ؛

حضرت مسیح کے اس جواب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی ابراہیم وغیرہ کا یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے نازل ہو کر چالیس برس زمین پر رہینگے اور کافروں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنائینگے۔ یہ بھی محض گپ ہے۔ اگر یہ عقیدہ صحیح ہوتا۔ تو حضرت مسیح کے اس جواب میں اس کا ذکر ضرور ہوتا۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح آسمان سے بجسم خاکی نازل ہونیوالے ہوتے۔ تو ایسی صورت میں بلاشبہ وہ یہ جواب دیتے۔ کہ اے خداوند تعالےٰ جب تو نے مجھے پہلی مرتبہ دنیا میں بھیجا تھا۔ تو میں نے لوگوں کو توحید کی تعلیم دی تھی۔ اسپر یہودیوں نے مجھے صلیب کے ذریعہ قتل کرا دینا چاہا۔ تو پھر تو نے دو فرشتے بھیجکر مجھے آسمان پر بلا لیا۔ کئی صدیوں تک میں آسمان پر رہا۔ اور اہل زمین کے عقائد کی مجھے خبر نہیں ہوئی۔ اسکے بعد پھر تو نے مجھے دو فرشتوں کے کاندھوں پر زمین پر اتارا۔ جب میں اتر کر آیا۔ اور میں نے اپنی امت کے عقائد کی جانچ پڑتال کی۔ تو میں نے اس کو شرک میں گرفتار اور تثلیث کا پرستار پایا۔ پھر میں نے ان کو نصیحت کی اسلام قبول کرنے کو کہا۔ کچھ تو مان گئے۔ باقی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سینے تیز تیغ بے دریغ کر دیا۔ پھر تو نے مجھے وفات دیدی تو وفات کے بعد سے آج روز قیامت تک مجھے اپنی اُمت کے عقائد کا حال کچھ معلوم نہیں۔ مگر حضرت مسیح کے جواب میں اس عجیب و غریب افسانہ کا کچھ ذکر نہیں اس میں تو صرف وہی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جب تک میں اُمت میں رہا۔ میری اُمت توحید پر قائم رہی۔ وفات کے بعد پھر آج روز قیامت تک مجھے خبر نہیں۔ یعنے میں نہیں جانتا۔ کہ تثلیث کیا بلا ہے۔ اگر مولوی ابراہیم وغیرہ کا عقیدہ صحیح مانا جاوے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جواب جو قیامت کے دن خدا کے سامنے ہوگا۔ صریح جھوٹ قرار پاتا ہے۔ لیکن ایک نبی پھر قیامت کے دن اور خدا کے سامنے ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اسلئے مولوی ابراہیم وغیرہ کا عقیدہ نزول مسیح بجسدہ العنصری قطعی جھوٹ ہے۔ توفی اور رفع کے معنوں پر نہایت تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ حاجت اعادہ نہیں۔ مادمت فیہم کے متعلق ایک بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ کہ اس فقرہ کی تفسیر خود قرآن کریم میں دوسرے موقع پر مادمت حیا موجود ہے۔ پس مادمت فیہم کے معنے ہوئے جب تک میں اپنی امت میں زندہ موجود رہا۔ اور اس سے بھی وفات مسیح ثابت ہے۔ فافہم ولا تکن من المجادلین۔

قولہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے نصاریٰ وغیرہ بندوں کے اقوال و افعال پر مطلع ہو جانے کے دو موقع ہیں۔ اور دونوں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اول آسمان پر اٹھائے جانے سے بیشتر تبلیغ رسالت کے وقت۔ دوم آسمان سے نازل ہونے کے بعد اور یہ امر ظاہر اور مسلم ہے۔ کہ نصاریٰ کے اعتقاد ان دونوں زمانوں کی درمیانی مدت میں بگڑے ہوئے ہیں۔ سو آپ کا قول وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم۔ یعنے یا الٰہی جب تک میں ان میں رہا۔ ان کے اقوال و افعال کو دیکھتا سنتا رہا۔ ان دونوں زمانوں پر شامل ہے۔ اور فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یعنے جب مجھے تو نے آسمان پر اٹھا لیا تو پھر تو ہی ان کا نگہبان رہا۔ یعنے اس عرصہ کی بابت مجھے کچھ علم نہیں) سے درمیانی زمانہ پہلی اور دوسری بار کی درمیانی مدت رفع میں نصاریٰ کے اقوال و افعال سے واقف نہ ہونے کا اظہار مقصود ہے۔"

اقول - مولوی صاحب کا یہ استدلال ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ایک بھوکے سے کسی نے پوچھا۔ کہ دو اور دو کے ہوتے ہیں۔ بھوکے نے جواب دیا کہ چار روٹیاں۔ حضرت مولوی صاحب پہلے آپ قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نصاریٰ وغیرہ بندوں کے اقوال و افعال پر مطلع ہونے کے لئے دو موقعہ ثابت بھی تو کر دیں۔ پھر اسپر حسب دلخواہ تفریع فرما دیں۔ یثبت العرش ثم النقش۔ ہمارے نزدیک تو حضرت مسیح کے لئے دیگر انبیاء علیہ السلام کے ایک ہی موقعہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ دیگر ہیچ۔ پس ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آیت کریمہ لا نفرق بین احد من رسلہ کے مطابق کوئی خصوصیت حضرت مسیح کو نہ دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی پایۂ اخلاق

آریہ گزٹ نے ایڈیٹر پرکاش کے خاندان کے متعلق ایک نامناسب تحریر شایع کی۔ جسپر الفضل نے خلق محمدی کا نمونہ دکھایا۔ اور آریہ گزٹ کی اخلاقی موت کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ جو اسے ۱۱ر جولائی کے پرکاش میں نقل کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایڈیٹر صاحب اپنے مقتضاء طبیعت سے مجبور ہو کر یہ فقرہ لکھ گئے ہیں :-

"آریہ سماجوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ایک اسلامی اخبار ایک آریہ اخبار کو اخلاق میں سبق دے"

گویا آپ کے نزدیک اسلام ایک ایسا گرا ہوا مذہب ہے کہ وہ آریوں کو اخلاقی تعلیم ہی نہیں دے سکتا۔ اور دیانندی اخلاق کا پایہ بہت بلند ہے۔ غالباً یہ رائے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۹ پڑھ کر دی گئی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ ستیارتھ صفحہ ۱۰۸ بطور استشہاد پیش کر کے دیانندی خلق کا پایہ اعلےٰ ثابت کیا جاتا ہوگا۔ کیا ایڈیٹر صاحب پرکاش مہربانی فرما کر مجھے بتائینگے۔ کہ مندرجہ بالا تعلیم کسی اعلےٰ اخلاق سکھانے والے سرچشمہ سے نکلی ہے۔ اور مفصلہ ذیل اخلاق پر ہی آپ لوگوں کو ناز ہے

(۱)

کوئی اس کے رخنہ یا کمزوریوں کو نہ جان سکے اور خود دشمن کے رخنوں کو معلوم کرتا رہے جسطرح پر کچھوا اپنے اعضاء کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح دشمن کے قبضے میں آجانے والے رخنہ کو پوشیدہ رکھے" ستیارتھ صہ ۱۷۵

(۲)

جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے۔ ویسے ضروریات کی فراہمی کے لئے غور کیا کرے۔ اور طاقت کو بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت کو کام میں لائے۔ اور چیتے کی مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور سے بھاگ جائے۔ اور بعد ازاں ان کو حکمت سے پکڑے۔ ستیارتھ صہ ۱۷۶

(۳)

جب یہ معلوم ہو جائے۔ کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچے گی۔ اور بعد میں حملہ کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی۔ تب دشمن سے میل کر کے وقت مناسب تک صبر کرے۔ ستیارتھ صہ ۱۸۲

(۴)

ملک اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے اپنا خاص مقصد رکھنے والے عالم اپنی آتما کے علم کے خلاف بھی کر لیتے ہیں۔ ستیارتھ صہ ۳۳۳

(۵)

برہم کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا سنکر اچاریہ کا

ذاتی اعتقاد تھا۔ تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں۔ اور اگر جنیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا ہو۔ تو کچھ اچھا ہو۔ ستیارتھ ص۳۲۶

(اکمل)

نامہ لنڈن

عظیم الشان خوشخبری

تین اور نومسلم

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ۱۴ اسٹار اسٹریٹ ڈبلیو ۲ لنڈن کی مسجد اور لیکچر ہال میں مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی عبداللہ صاحب مبلغین کی سعی سے دن بدن اشاعت اسلام میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے۔ لیکچر ہوتے ہیں۔ سوالوں کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ مباحثات ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں دو لیڈیاں حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر اور ایک قاضی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ جن کے انگریزی نام مس سالٹر مس فیل اور مس ہیگ ہیں۔ اور اسلامی نام علیمہ فاطمہ اور صالحہ رکھے گئے۔ ان کے علاوہ ایک جنٹلمین نے قاضی صاحب کی تبلیغ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی اللہ ہونے کی تحریراً تصدیق کی۔ اس کا نام مسٹر میک نیل ہے۔ یہ کام دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور زیادہ آدمی امداد کے واسطے چاہتا ہے۔ مفتی صاحب کا خطبہ جمعہ جو انگریزی میں تھا۔ اور لیکچر بہت مقبول اور مؤثر ہوئے۔ مجھے بھی جہاں تک اپنے ہوٹل کے کام میں وقفہ ملتا ہے۔ تبلیغ اسلام کرتا رہتا ہوں۔

والسلام ۱۴ ار مئی ۱۹۱۸ء

عبدالحی عرب (مولوی فاضل)

۵۵ ٹائم ہم کورٹ روڈ

لنڈن

ترانہ عشق

مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے پرانے کاغذات سے

یارب وہ جام نشۂ وحدت پلا مجھے
بھولے ہر اک خیال سے تیرے سوا مجھے

مدت سے آرزو ہے مجھے اس شراب کی
اٹھ ساقیا پلائے عشق خدا مجھے

نفرت ہے اور نشوں سے ان کا نہ نام لے
صہبائے عشق یار کا ساغر پلا مجھے

ہر ذرہ میں مرے وہ تعشق کا جوش ہو
کر دے جو محو منظر حسن بقا مجھے

دیتا ہوں نقد جان بعشق کسے اگر
مل جائے بخت سعد سے اک دلربا مجھے

انسان میں صفات حمیدہ ہیں گو بہت
لیکن پسند سب سے ہے عشق و وفا مجھے

بے عشق روئے یار نہ ہووے سلیم دل
بے عشق جنگ نفس رہی ہے سدا مجھے

بے عشق دین خشک ہے قلع یہ دل نہیں
بے روئے یار آئے نہ یوں کچھ مزا مجھے

بے عشق کار دیں ہمہ خام است و ناتمام
گفت ایں سخن بتذکرہ پیر ہرا مجھے

بعد از ہزار مرگ ملے زندگی دل
جز عشق یہ محال ہے ایسی قضا مجھے

اے تند باد عشق اڑا خاک کو مری
مثل غبار پھینک کہیں اے قضا مجھے

حیراں پڑا ہوں وادیٔ سیل ضلال میں
اے نوح وقت جلد خبر لے بچا مجھے

آئے عدم سے جانب ہستی تھے کس لئے
کس کی تلاش لائی یہاں تھی پھرا مجھے

صد حیف کس کے واسطے چھوڑا اے کس کو آہ
مقصد سے دور پھینک چکی ہے ہوا مجھے

منزل ہے دور یار رہے جس دیار میں
اے طیر عشق مرکب رہوار۔ اڑا مجھے

برق جمال شاہد حسن ازل کہی
اے عشق یار پردہ اٹھا کر دکھا مجھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خزینہ فضل اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہمنے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کبھی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر رہ دار البقاء لیتی تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا کریں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

اصلی میرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ لگرے۔ ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)